جہاں میں بول بالا ہے سردار احمد کا ٭ یہ عالم مرا جا رہا ہے سردار احمد کا

بانی جامعہ رضویہ لائلپور

بَلْ نَقْذِفُ بِالْحَقِّ عَلَى الْبَاطِلِ فَيَدْمَغُهُ فَإِذَا
هُوَ زَاهِقٌ ط وَلَكُمُ الْوَيْلُ مِمَّا تَصِفُونَ ٥

انکشاف الغطاء عن کید الخداع

المعروف

بآئینہ حق

از تالیف

خادم اہلسنت ابو النصر محمد ریاض الدین
(مدرس)
دار العلوم اسلامیہ رحمانیہ ہری پور، ہزارہ

زیر سرپرستی

سند المحققین عمدۃ المدرسین رئیس المناظرین
حضرت علامہ ابو المظفر سید محمد زبیر شاہ صاحب مد ظلہ العالی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للّٰہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ
سید المرسلین الذی کان نبیًّا وَادم بین
الماءِ والطین وَاقامہ اللّٰہُ یوم القیمۃ شفیعًا
للمذنبین الخطائین الہالکین وَلیسمع من قریب
وَلعیدٍ استغاثۃ المومنین باذن رب العلمین
لھکذا یکون انشاء اللّٰہ الیٰ یوم الدین
علمہ اللّٰہ الغیب من الازل الی الابد بفضلہٖ
العظیم وقال ماھو علی الغیب بضنین ھو حیّ
فی قبرہٖ بجسمہ الجسیم بفضل اللّٰہ رب العلمین
وفی حقہٖ وما ارسلنٰک الا رحمۃ للعلمین
وعلیٰ الہٖ واصحابہ الذین فازوا منہُ بحظٍّ
جسیم وَعلیٰ جمیع الانبیاءِ وَالمرسلین وَعلیٰ
عباد اللّٰہ الصٰلحین اَمَّا بعد فاعوذ باللّٰہ
من الشیطٰن الرجیم بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

حمد و ثنا کے بعد برادرانِ اسلام یہ نہایت پُرفتن
دور ہے۔ اس زمانہ میں بدکاری، حرام خوری، قماربازی
شراب نوشی، دغابازی، جھوٹ اور چوری الغرض تمام

افعال رذیلہ کے علاوہ ایک بہت بڑی برائی یہ ہے۔ کہ بعض لوگ حضور سراپا نور علیہ السلام کے متعلق نہایت گستاخانہ عبارات اور ناشائستہ کلمات استعمال کر رہے ہیں، اور کرتے ہیں، جن کے سننے سے ایماندار انسان کی روح کانپ اٹھتی ہے، مسلمانوں کو چاہیئے کہ ایسے خرافات سننے سے گریز کریں۔ اور اُن لوگوں سے قطع تعلق کرلیں تاکہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے مطیع اور فرمانبردار ہوکر زندگی بسر کرسکیں۔ اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین

مسلمانوں! عجیب بات یہ ہے۔ حضرات دیوبند کے رہنما اپنی کتابوں میں ہیچ قسم کلمات ناشائستہ لکھ چکے ہیں۔ حالانکہ تمام کے تمام زیور علم سے آراستہ ہیں۔ اگر ناسمجھ ہوتے تو سمجھا جاتا کہ اُن کے فہم نارسا کا قصور ہے، مگر جانے پہچانے دیوانے۔ اللہ تعالےٰ ہدایت کرے لہذا ایں مشتے نمونہ از خروارے سے چند ایک گستاخانہ عبارات جو حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں حضرات دیوبند نے لکھی ہیں پیش کروں گا اور جواب بھی اُن کی ہی کتابوں سے اصل عبارت بلاکم وکاست لکھ کر فیصلہ قارئین کرام پر چھوڑ دوں گا۔

حضرات مولوی اسماعیل شہید دہلوی اپنی مشہور کتاب تقویۃ الایمان (جن کے تمام حضرات دیوبند مداح ہیں) میں رقمطراز ہیں۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مختار نہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۵۸ مطبوعہ سعیدی کراچی اور جواب بھی اُن کے حواریوں سے سُننے حضرت شیخ الہند مولوی محمود الحسن فرماتے ہیں۔ کہ آپ اصل میں بعد از خدا مالک عالم ہیں۔ جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہوں یا غیر بنی آدم اگر کوئی صاحب پوچھیں گے اور فہیم ہونگے۔ تو شائد ہم اس بات کو آشکارا بھی کر دیں ادلہ کاملہ ص ۹ مطبوعہ کتب خانہ اعزازیہ دیوبند۔

اب یہ دونوں عبارتیں ضد یک دگر ہیں۔ دوسرے صاحب کا صدق پہلے صاحب کے کذب کو لازم ہے۔ دونوں صاحب دیوبندیوں کے چوٹی کے علماء اور حضرات دیابنہ کے نزدیک بے عدیل۔ ایک صاحب حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کو کلیتہً بے اختیار مانتے ہیں اور دوسرے صاحب مختار کل

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

شاہ اسماعیل کی شخصیت محتاج بیان نہیں جن کے آباد اجداد عالم اکمل اور عارف بے بدل گذرے ہیں۔ اور خود بھی عالم تھے

مگر انھوں نے اب ذجدگے طور طریقے سے جداگانہ وطیرہ اختیار کیا۔ جس کی تردید حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن صاحب صدر المدرسین دیوبند کو کرنا پڑی فجز۔ اہم اللہ جو اوپر گذری۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

ہمارا (اہل سُنت جماعت کا) سیدھا سادہ عقیدہ یہ ہے کہ حضور سراپا نور حبیب خدا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم باذن اللہ تعالےٰ سارے ملک کے مالک و مختار ہیں۔ جہاں چاہیں خرچ کریں۔ ہر سوالی کو عنایت فرمائیں۔ نیز انا اعطینٰک الکوثر الخ ہم نے آپ کو خیر کثیر عطا فرمایا۔ اور کہیں حضور پُرنور علیہ السلام کا ہاتھ خدا تعالےٰ اپنا ہاتھ فرماتے ہیں۔

جب حضور پُرنور علیہ السلام کا ہاتھ خدا تعالےٰ کا ہاتھ ہُوا تو پھر دونوں جہان کی مختاری میں کون سی رکاوٹ باقی رہ گئی ید اللہ فوق ایدیھم کو پڑھو بار بار پڑھو تدبر سے کام لو تو انشاء اللہ تعالےٰ اندھیرا روشنی سے بدل جائیگا۔

اور سُنیے ارشاد ہوتا ہے

تبارک الذی بیدہ الملک۔ یعنی برکت والی ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں سارا ملک ہے۔ مطلب یہ ہُوا

کہ جب خدا تعالیٰ کے دست قدرت میں تمام ملک ہے۔ اور
اللہ تعالیٰ کا ہاتھ حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر
تو گویا اللہ تبارک تعالیٰ کا ہی ہاتھ ہُوا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ
خدائے برتر و بزرگ کے عطا فرمانے سے تمام ملک خدا
نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ملک اور قبضے میں ہُوا۔ اب
آپ ہی باذن اللہ مالک و متصرف ٹھہرے جسکو چاہیں عطا
فرمائیں۔ اگر آپ کا کوئی غلام اُمتی والہانہ کسی مصیبت کے وقت
آپ کو یا آپ کے نائب کو پکارے خواہ قریب ہو یا بعید
تو کون سی قباحت ہوگی۔ جیسا کہ ہم لوگ آپس میں درد و اکراہ
کے وقت یاروں دوستوں بہن بھائیوں والدین کو پکارتے
ہیں۔ کیا ہم مشرک ٹھہرے تو پھر تلاش کرو مسلمان کو۔ چراغ
رُخ زیبا لیکر۔ تختۂ زمین پر ایک متنفس نہ ملے گا۔ خدا ہدایت
دے۔ تھوڑا سا مولوی غلام اللہ خان صاحب دیوبندی کی
بھی گوہر افشانی سے فائدہ اُٹھائیے۔
فرماتے ہیں:۔ غائبانہ حاجات میں کسی پیر فقیر و پیغمبر کو
پکارنا کفر و شرک ہے۔ جواہر القرآن صـ۱۴۷ رچنا پرنٹنگ
پریس مل روڈ لاہور۔ اور مسئلے کے مطابق حضرت شاہ
اسماعیل شہید دہلوی نے لکھا ہے مضمون طویل ہے۔ آگے چل کر

لکھتے ہیں (اور اسکو مصیبت کے وقت پکارے سو وہ مشرک ہوجاتا ہے۔ (تقویۃ الایمان صـ۱۴) اب انھیں کے مداحوں سے جواب بھی سُن لیجئے۔ مولانا نانوتوی فرماتے ہیں:-

مدد کر اے کرم احمدیؐ کہ تیرے سوا
نہیں ہے۔ قاسم بیکس کا کوئی حامی کار
جو تو ہی ہم کو نہ پوچھے تو کون پوچھے گا
بنے گا کون ہمارا تیرے سوا غمخوار

قصائد قاسمی صـ۸ اور یہ اشعار الشہاب الثاقب صـ۴۸ میں موجود ہیں۔

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی فرماتے ہیں:-

ے یا مرشدی یا موئلی یا مفزعی
یا ملجائی فی مبدی و معادی
ارحم علی ریا غیاث فلیس لی
کھفی سوی حبیکم من زاد
یا سیدی للہ شیأ للہ انتہ
انتم لی المجدی و انی جادی

تذکرۃ الرشید جلد اول صـ۱۱۴ حضرت مولانا عارف کامل حاجی امداد اللہ صاحب جو تمام حضرات دیوبند کے

پیر و مرشد ہیں۔ بدرگاہ حضور پُر نور صلے اللہ علیہ وسلم عرض رساں ہیں۔ واللہ عقلِ کامل کا یہی تقاضا ہے)

اے رسول کبریا فریاد ہے — یا محمد مصطفے فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل — اے مرے مشکل کشا فریاد ہے

نالۂ امداد غریب مناجات میں حضرت مولوی حسین احمد صاحب مدنی فرماتے ہیں:-

(لفظ یا رسول اللہ علیہ السلام اگر بلحاظ معنی اسی طرح نکلا ہے جیسے لوگ بوقت مصیبت و تکلیف ماں اور باپ کو پکارتے ہیں تو بلا شک جائز ہے۔ علی ہذا القیاس اگر بلحاظ معنی درود شریف کے ضمن میں کہا جاوے گا تو بھی جائز ہے۔ علی ہذا القیاس اگر کسی سے غلبۂ محبت و شدت وجد و شوق عشق میں نکلا ہے تو بھی جائز ہے۔ اور اگر اس عقیدہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک اپنے فضل و کرم سے ہماری ندا کو پہنچا دے گا۔ اگرچہ ہر وقت پہنچا دینا ضروری نہ ہوگا۔ مگر اس امید پر وہ ان الفاظ کو استعمال کرتا ہے۔ تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔ پھر اسی صفحہ پر فرماتے ہیں۔ چنانچہ وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا ہے کہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کو سخت منع کرتے ہیں۔ اور اہل حرمین پر سخت نفریں اس ندا

اور خطاب پر کرتے ہیں۔ اور اس کا استہزا اُڑاتے ہیں اور
کلمات ناشائستہ استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے مقدس
بزرگان دین اس صورت اور جملہ صور درود شریف کو اگرچہ بصیغہ
خطاب وندا کیوں نہوں۔ مستحب و مستحسن جانتے ہیں۔ اور اپنے
متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔ الشہاب الثاقب ص۶۵،۶۶
اب ناظرین ان عبارات و اشعار کو پڑھنے کے بعد خود فیصلہ
کر لیں۔ کہ کسی بزرگ یا نبی پاک علیہ السلام کو دور سے پکارنا اور
اُن سے بوقت حاجت امداد مانگنا جائز ہے۔ یا شرک۔ جہاں
بڑی بڑی ہستیاں دیوبند کی جواز کی قائل ہیں۔ تو لامحالہ شرک
شرک کہنے والوں پر الٹے گا۔ کیونکہ ان کا شرک کہنا بلا دلیل ہے
اور دعوے بلا دلیل غلط۔ ہمارا اہل سنت و جماعت کا عقیدہ
یہی ہے کہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم صاحب لولاک جملہ
انبیاء اولیاء صالحین باذن اللہ تعالےٰ ہر پکارنے والے کی
پکار سنتے ہیں اور باذن اللہ امداد فرماتے ہیں۔ حضور سراپا نور
صلے اللہ علیہ وسلم سردار انبیاء ہیں۔ جنکی شان وما ارسلنٰک
الا رحمۃ للعٰلمین نہیں بھیجا ہم نے آپ کو مگر رحمت بناکر
تمام جہانوں کے لئے اور ان رحمۃ اللہ قریب من
المحسنین۔ رحمت اللہ تعالےٰ کی قریب ہے محسنین کے۔

سبحان اللہ بحر رحمت کی بے کنار وسعت اور قربت کا یہ عالم تو پھر پکارنے والے کی پکار کو کیوں نہ سُنے۔ اور پیاسے کو سیراب کیوں نہ کریں۔ جبکہ اپنے اُمتیوں کے قریب ہیں۔ کیونکہ رحمتہ للعالمین جو ٹھہرے پکارنے والے کی پکار کو سُنتے ہیں۔ اور سُنتے رہیں گے جب تک دُنیا قائم ہے اور عالم آخرت میں بدرجہ اولی اسُنیں گے خدا تعالےٰ کی رحمت ہیں۔ اُس کی شہنشاہی میں اُس کی رحمت اپنا کام کرتی رہے گی۔ پڑے بُرا مانے محروم رحمت اسی طرح حضور پُرنور صلے اللہ علیہ وسلم کے اُمتی اولیاء صلحاء بزرگان دین میں بھی یہی شان پائی جاتی ہے۔ وہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے نور سے سراپا مستفید نور ہیں۔ اپنے مُریدوں شاگردوں کی امداد کریں گے۔ باذن اللہ تعالیٰ۔

بخاری شریف میں حدیث طویل کنت سمعہ الذی یسمع بہ الخ سے ثابت ہو گیا کہ جب بندہ بکثرت عبادت سے قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میں اُس کے کان اُس کی آنکھیں اُس کے پاؤں وغیرہ بن جاتا ہوں تو پھر حاضر و غائب۔ قریب و بعید کا سوال ہی کالعدم ہو گیا۔ جس صورت میں بھی ہو ہر پکارنے والے کی پکار کو سُن سکتا ہے۔ امداد کر سکتا ہے۔ کوئی دشواری یا رکاوٹ حائل نہیں۔ تفہیم کیلئے

اتنا ہی کافی ہے۔ ہٹ دھرم کا ہمارے پاس کوئی علاج نہیں
خدا ہی ہدایت کرے۔ تو اللہ والوں کی اہانت سے باز آجاوے
فاعتبروا یا اولی الابصار۔ چنانچہ بعض علماء دیوبندی کا
بھی یہی عقیدہ ہے۔ حضرت مولوی حسین احمد مدنی الشہاب
الثاقب ص ۶۱۔ ۶۲ میں اپنے ایک پیشوا رشید احمد گنگوہی کی
تحریر نقل فرماتے ہیں۔ کہ ہم مرید بتیقن داند کہ روح شیخ مقید
بیک مکان نیست الی قولہ چوں ایں امر محکم داند و ہر وقت
شیخ را بیاد دارد و ربط قلب پیدا آید۔ ہر دم مستفید بود۔
چوں مرید در حل واقعہ محتاج شیخ بود۔ شیخ را بقلب حاضر آوردہ
بلسان حال سوال کند البتہ روح شیخ باذن اللہ تعالیٰ اور القاء
خواہد کرد۔ مگر ربط تام شرط است خلاصہ آنکہ۔ مرید کو یقین
کرنا چاہیئے کہ پیر کی روح ایک مکان میں قید نہیں۔ اس کا جسم
گو دور ہے لیکن روح دور نہیں۔ مرید کے قریب ہے۔ جب مرید
کا اس پر یقین کامل ہے۔ تو دل میں ربط قائم رکھنے سے مستفید
ہوتا رہے گا۔ اور مرید واقعات کے حل کرنے میں پیر کا محتاج ہے
تو پیر کا دل میں تصور کرے اور زبان سے سوال کرے تو پیر
باذن اللہ تعالیٰ اس کی حاجت روائی فرمائے گا۔ افسوس کا
مقام ہے کہ اسی عقیدہ کی بنا پر بریلویوں کو مشرک اور بدعتی کہا

جاتا ہے۔ اور حضرات دیوبند سے جو اس عقیدہ کا ملہ کے موئید ہیں چشم پوشی کر جاتے ہیں۔ کیونکہ اپنا نام بھی تو دیوبندی رکھ لیا ہے اس پر مجھے ایک مقولہ یاد آگیا کہ مہتمم دار العلوم دیوبند سے کسی نے کہا کہ طالب علم چوری کرنے لگے ہیں۔ انھوں نے فرمایا طالب علم چور نہیں چور طالب علم کا لبادہ پہن کر دار العلوم میں داخل ہو گئے ہیں جو چوری کرتے ہیں۔ نیک نام بدنام ہو جاتے ہیں۔ اندازہ کیجئے کہ دوسرے کی آنکھ میں تنکا نظر آجاتا ہے اور اپنی آنکھ کا شہتیر پوشیدہ ہے۔ یہ ہوئی تحقیق حقیقت تو کچھ بیڑا پار ہے۔

حضرت شاہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب تقویتہ الایمان صفحہ ۱۲ پر لکھتے ہیں: "اور وہ نرالا ہے، اس کا شریک کوئی نہیں ہو سکتا۔ نہ چھوٹا نہ بڑا بلکہ چھوٹے بڑے سب اسکے بندے عاجز ہیں۔ عجز میں برابر۔ دوسری جگہ صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں۔ اور یہ یقین جان لینا چاہیئے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا وہ اللہ تعالیٰ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ تیسرے مقام پر صفحہ ۸۸ پر یوں فرمایا۔ یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی دی وہ بڑے بھائی ہوئے ہم کو ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے ہم اُن کے چھوٹے ہیں سو اُن کی تعظیم انسانوں کی سی کرنی

چاہیئے ...... چشم بد دور کیا فرق مراتب بیان ہو رہا ہے بڑا
کمال یہ کہ پیغمبر علیہ السلام کو بھی بڑے بھائی کا مرتبہ دے دیا۔ نہ معلوم کہ اتنی
عقیدت دل میں موجزن کیوں ہوئی۔ دل پہ پتھر رکھ کر یہاں تک پہنچے
ورنہ جی میں کچھ اور ہی تھا۔ شائد اگر حفظ مراتب نہ کنی زندیقی
سے ڈرے لیکن جامی غریب کی وہاں کیا وقعت ہوگی۔ کوئی اور
ہی جذبہ یہاں تک لے آیا۔ آگے ایک حدیث بھی نقل فرمائی
اسکی تشریح یوں ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اولیاء انبیاء امام و
امام زادہ، پیر و شہید جتنے اللہ تعالےٰ کے مقرب بندے ہیں
وہ سب انسان ہی ہیں۔ اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر
انکو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے۔ وہ بڑے بھائی ہوئے۔ ہم کو
ان کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔ ہم ان کے چھوٹے بھائی ہیں۔ کیا کہنا
عقیدت ہو تو ایسی ہو۔ بھلا کوئی بھلے مانس ان سے عرض کرے
کہ حضرت بڑے بھائی کی جورو اس کے طلاق دینے یا مرنے کے بعد
چھوٹے بھائی کے نکاح میں آسکتی ہے۔ کیا حضور علیہ السلام کی ازواج
مطہرات کے متعلق بھی ایسا خیال کیا جا سکتا ہے۔ مومن تو یہ جرأت
ہرگز نہیں کر سکتا۔ البتہ نونہالان دیوبند سے کوئی بعید نہیں۔ کہ وہ
اس عقیدے کے حامل ہوں۔ اس لئے کہ جو مصطفےٰ علیہ السلام کو
بڑا بھائی کہہ سکتا ہے، اس سے کیا بعید ہے کہ ان کی زوجۂ محترمہ

سے کسی کا نکاح بھی جائز کر دے ، خیر بہر حال ان عبارات سے
تین مفہوم نکلتے ہیں ۔ اولاً یہ کہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم
اور سب مخلوق عجز میں برابر ہیں ۔ ثانیاً خدائے بزرگ کی شان کے
آگے چمار سے بھی ذلیل ۔ ثالثاً سب کے سب مماثل اور شریک
صرف چھوٹے بڑے ہونے کا فرق ہے ۔ جس کی تائید اُن کے حواری
صاحب براہین قاطع یوں فرما رہے ہیں ۔ چنانچہ صفحہ ۳ پر لکھتے ہیں
بعد اثبات مماثلت بشریت کے ثابت فرمایا پس اگر کسی نے بوجہ
بنی آدم ہونے کے آپ کو بھائی کہا تو کیا خلاف نص کے کہہ دیا ۔
بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ ۔ کیا
بدی اور کیا بدی کا شور رہا ۔ کہاں حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم
اور کہاں یہ چھوٹے بھائی بننے والے ذرہ کے مقدار ۔ سچ فرمایا ہے
سعدی علیہ الرحمتہ نے :-

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمہ آفتاب را چہ گناہ

اور ستر ادیہ کہ گستاخی بھی کرتے ہیں ۔ ساتھ ہی فخر بھی کہ ہم کتنے
افضل الانسان ہیں ۔ کیا اس طور طریق سے شرک کا جھنڈا اُنکے
سر پہ نہیں لہراتا ۔ خود را فضیحت دیگراں نصیحت خوب فرمایا ہے
مولوی حسین احمد مدنی نے کہ نبی پاک کو اپنا مماثل کہنا اور اُن کے

حق میں گستاخی کے کلمات بولنا یا استعمال کرنا یہ وہابیہ کا کام ہے۔
الشہاب الثاقب ص۴۷ (پر مزید) کہ شان نبوت و حضرت رسالت
علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں وہابیہ نہایت گستاخی کے کلمات
استعمال کرتے ہیں۔ اور اپنے آپ کو مماثل ذات سرور کائنات خیال
کرتے ہیں۔

جناب صدر مدرس صاحب دیوبند کا یہ بیان روشنئی عقل کی
دلیل ہے۔ ناظرین اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالےٰ کو لا شریک اور
حضور رسالتماب صلے اللہ علیہ وسلم کو خدائے برتر کے بعد بزرگ
ماننے والے بدعتی اور امکان کذب امکان نظیر اور حضور سراپا
نور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنے برابر سمجھنے والے مومن بن گئے۔
خدا جانے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تنقیص میں انکو کیوں لطف
آتا ہے۔ مزے لے لے کر بیان کرتے ہیں نعوذ باللہ من سوء
العقیدۃ۔ عرفائے دیوبند سے اس قدر شکوہ ضرور ہے کہ
جب آپ کی جماعت میں سے کوئی بے راہ ہو جاوے۔ تو اُس کی کھلے
بندوں مخالفت کی جانی چاہیئے تاکہ وہ راہ راست پر آجاوے
لیکن وہ ایسی چُپ سادہ لیتے ہیں۔ کہ گویا جانتے ہی نہیں۔
تعصب کی بھی حد ہونی چاہیئے مسلمان کی تو شان یہ ہے کہ ؎
اگر بینی کہ نابینا و چاہ است ٭ و گر خاموش بنشینی گناہ است

اس عیب پوشی کا نتیجہ معلوم۔ بلکہ دوسرا کوئی اُس پر نکتہ چینی کرے
تو تمام کے تمام اُس پر برس پڑتے ہیں۔ اور رنگ رنگ کے
الزام لگانے میں مشتاق۔ بریں عقل و دانش بباید گریست
صاحب تقویۃ الایمان صفحہ ۸۹ پر یوں اپنے ایمان کی نقاب
کشائی کرتے ہیں۔ میں بھی ایک دن مرکر مٹی میں ملنے والا ہوں
یعنی حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم مرکر مٹی میں مل گئے۔
معلوم نہیں کہ یہ کہاں سے لائے اور کن الفاظ کا ترجمہ ہے۔
حالانکہ شہداء کی حیات نص قطعی سے ثابت ہے اور کھاتے
پیتے ہیں۔ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کے ادنیٰ غلاموں کا
یہ حال ہے۔ تو آپ کی حیات بدرجہ اولیٰ ثابت ہوئی۔ مگر
لذت تنقیص شان حضور علیہ السلام سد راہ۔ سچ ہے۔

گستاخ باش ہرچہ خواہی گو

ناظرین ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہیں گے۔ کہ یہ کیا ہیں۔
مولانا حسین احمد صاحب مدنی اپنی کتاب الشہاب الثاقب
صفحہ ۶۵ پر فیصلہ کرتے ہیں۔ اور دوم یہ کہ اُن کا (یعنی وہابیہ کا)
یہ اعتقاد ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے واسطے حیات فی القبور
ثابت نہیں۔ اب شک وشبہ نہ رہا کہ جو حضور سراپا نور صلے اللہ
علیہ وسلم کی حیات فی القبور نہیں مانتا وہ فرقہ وہابیہ نجدیہ سے ہے

ابن ماجہ شریف میں ہے ان اللہ حرام علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق۔

ترجمہ:- تحقیق اللہ تعالےٰ نے حرام فرمایا ہے۔ اوپر زمین کے کھانا اجساد وانبیاء کا۔ پس اللہ تعالےٰ کا نبی علیہ السلام زندہ ہے اور رزق کھاتا ہے۔ پس حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم سرتاج انبیاء علیہم السلام بدرجۂ اتم زندہ ہیں اور اپنی اُمت کی فریاد سنتے ہیں۔ امداد فرماتے ہیں۔ ایمان کامل کا تقاضا یہی ہے کہ ہر وقت اُنکو پکاریں۔

ع تو ابر رحمتی آں بہ کہ گاہی ؛ کنی بر حال لب خشکاں نگاہی

اسی طرح صحابہ کرام اولیائے کرام باذن اللہ تعالےٰ بطفیل سید الاولین والآخرین فریاد سنتے ہیں اور مدد کرتے ہیں۔ کیونکہ شہداء کی حیات بعد ممات نص قطعی سے ثابت ہے۔ صدیقین کا شہداء سے پہلا نمبر ہے۔ لہٰذا انبیاء کرام بدرجۂ اولیٰ زندہ علی الدوام ہیں۔ انبیاء واولیاء کی موت و حیات میں کوئی فرق نہیں اور حضور علیہ السلام کے حق میں زرقانی المالکی۔ المواہب لدنیہ جزء ثامن ص ۳۰۵ پر بصراحت موجود ہے کہ لا فرق بین موتہ و حیاتہ فی مشاہدتہ لامتہ ومعرفتہ باحوالھم ونیاتھم وعزائمھم وخواطرھم وذالک عندہٗ

جلی ظاهر لا اخفاء بہ باطلاع اللہ تعالےٰ لہ علیٰ
ذالک۔ یعنی آپ کی حیات اور ممات کے درمیان کوئی فرق نہیں
مشاہدہ اپنی امت کے حالات نیتیں، ارادے اور دل کے
آپ پر روشن اور ظاہر ہیں۔ کوئی پوشیدگی نہیں۔ باطلاع اللہ تعا
یہ عقیدہ اہل سنت وجماعت کا ہے جو نونہالان دیوبند کے
نزدیک کافر و مشرک ہیں۔ چنانچہ سرگروہ دیوبند حضرت
اسماعیل شہید گوہر فشانی کرتے ہیں۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۳۲ پر
لکھتے ہیں مضمون طویل ہے۔ آگے چل کر فرماتے ہیں۔ اس قسم کا
عقیدہ رکھنا کہ کوئی آدمی میری چھپی ہوئی باتیں جانتا ہے۔ تو وہ
مشرک ہو جاتا ہے۔ اُن کی عبارت یہ ہے اور اس سے میری
کوئی بات چھپی نہیں رہ سکتی۔ اور مجھ پر جو احوال گذرتے ہیں
جیسے بیماری، تندرستی، کشائش، تنگی، مرنا، جینا، غم وخوشی
سب کی ہر وقت اسے خبر ہے۔ اور جو بات میرے منہ سے
نکلتی ہے، وہ سب سُن لیتا ہے اور جو خیال وہم میرے دل میں
گذرتا ہے وہ سب سے واقف ہے سو ان باتوں سے
مشرک ہو جاتا ہے اور اس قسم کی باتیں سب شرک ہیں۔ اسکو
اشراک فی العلم کہتے ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ کا سا علم اور کو ثابت
کرنا سو اس عقیدے سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے۔ خواہ یہ

عقیدہ انبیاء اولیاء سے رکھے ۔ خواہ پیر شہید سے ۔ خواہ امام
و امام زادے سے خواہ بھوت پری سے پھر خواہ یوں سمجھے کہ
یہ بات انکو اپنی ذات سے ہے ۔ خواہ اللہ تعالےٰ کے "دیئے
سے ۔ غرض اس عقیدے سے ہر طرح شرک ثابت ہوتا ہے ۔

برادرانِ اسلام ! ہمیں اس سے انکار نہیں کہ تمام علوم
اللہ تعالےٰ کے ذاتی ہیں ۔ اس میں اس کا کوئی شریک نہیں لیکن
عطائی علم کا کس نص کی رو سے انکار کرتے ہیں وہ نہیں بتلائی ۔
وعلم آدم الاسماء کلہا کو کبھی عداوت انبیاء اولیاء کی
طغیانی میں جان بوجھ کر بہا دیا گیا ۔ تو اداشناس نئی دلبرا خطا اینجا
است ، حالانکہ الحمد سے لیکر والناس تک قرآن میں اس کی تائید
موجود ہے ۔ کیا انسان مسجود ملائکہ خلیفۃ اللہ اکرم المخلوقات کو
ناتراشیدہ لکڑی کا ستون بنا کر بھیجا گیا ۔ نہ جانے نہ پہچانے نہ سُنے
نہ لے سکے نہ دے سکے نام محمد فاضل ۔ نعوذ بر تو اے چرخ گردان تفو
ایسی سمجھ اور عقیدت پر آسمان سے پتھر ہی برسیں تو یہ بدعقیدگی کا
مینار چکنا چور ہو ورنہ ہمارے بس کی بات نہیں ۔ خیر دہلوی صاحب
کی عبارت کے آخری جملوں نے عطائی علم غیب ماننے والوں کو بھی
مشرک ثابت کیا ہے ۔ اب حسین احمد صاحب کی خبر لیجئے ۔ آپ
فرماتے ہیں ، " اگر غیر ذاتی بلکہ باعطاء اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعتقاد

کرے گا۔ ہرگز مشرک نہ ہوگا۔ الشہاب الثاقب ص۹۴

ع اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

خیر یہی کیا۔ ہمارا اہلسنت وجماعت کا وہ شفاف عقیدہ ہے جس کے مؤید حسین احمد صاحب ہیں۔ شاہ اسمٰعیل کی تحقیق کی رو سے یہ بھی مشرک ٹھہرے۔ واہ مولوی صاحب شہید دہلوی نے یہ ثبوت اپنے عقیدے کا دے ہی دیا کہ جو شخص کسی نبی یا ولی کو خدائے برتر کی عطا سے یا بتانے سے بھی دوسرے کے حالات جاننے کا عقیدہ رکھتا ہے۔ مشرک ہے۔ تو جمہور اہل اسلام صحابہ سے لیکر تا ایندم یا آئندہ یا گذشتہ جملہ مجتہد محدث اولیاء علماء صلحاء امت جو اس عقیدے کے مالک ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم زندہ جاوید ہیں۔ اور اپنی امت کے حالات باذن اللہ تعالےٰ جانتے ہیں اور فریاد سنتے ہیں۔ معاذ اللہ سب کے سب مشرک قرار پاتے ہیں۔ تبایئے تو مسلمان موحد کو کہاں تلاش کریں۔ مزید فرزندانِ ارجمند دیوبند کے شیخ الہند کی بھی خبر لیجئے۔ مولانا مدنی صاحب کتاب الشہاب الثاقب ص۱۰۳ پر قل انما انا بشر الآیۃ کے تحت لکھتے ہیں۔

مگر چونکہ یہ مماثلت فقط بشریت میں ہے۔ اور دوسرے اوصاف سے کوئی غرض تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کوئی امر خلاف نہ ہوگا۔

مطلب یہ کہ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم البشریت میں کفار کے مماثل اور برابر ہیں۔ بھلا کسی بشر کو کسی بھی حالت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا نسبت۔ جبکہ آپ کی ذات والا صفات بے نظیر و بے مثال افضل البشر ہے۔ کوئی حیات اور ممات میں آپ کا مماثل نہیں۔ قرآن واحادیث اس پر گواہ ہیں۔ سچ فرمایا ہے۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے ؎

لم یات نظیرک فی نظر ۔ مثل تو نہ شد پیدا جانا

پھر تھوڑا آگے چل کر مدنی صاحب اپنے اس عقیدے مماثلت سے انکار فرماتے ہیں۔ کہ حضور علیہ السلام کی بشریت کفار کی بشریت سے کئی درجے بہتر ہے۔ الشہاب الثاقب ص ۱۰۳

خوب ؎ باغباں بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی۔

اگر ہم کہیں کہ مدنی صاحب اور نہرو، گاندھی، پٹیل ایک سے تھے اور آگے چل کر کہیں کہ نہیں مدنی صاحب بہتر تھے۔ تو ان کے عقیدت مندوں کو اس تضاد پر تعجب ہوگا۔ اور جوش میں آکر خدا جانے کیا سے کیا کہیں گے۔ لیکن جب حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم افضل البشر کی نسبت آپ لوگ یہی عقیدہ رکھتے ہیں تو پھر گومگو کیوں۔ اس تلون مزاجی کا کیا کہنا۔ میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ صورت جو حضرات دیوبند نے اختیار کر

رکھی ہے۔ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کی تنقیص نہیں ہے۔ اور ضرور ہے۔ ہندو مسلم کشمکش کا زمانہ تھا حضرات دیو بندنے ہندؤوں کی طرف داری کی۔ اُنکو خوش کرنے کا یہی نتیجہ تھا۔ اگر ایسا نہ کرتے تو کھاتے کیا۔ اس برتے پر تتا پانی۔ رند کے رند رہے۔ جنت بھی ہاتھ سے نہ گئی۔ حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم نے اگر اپنی زبان مبارک سے فرمایا انما انا البشر (الایۃ) تو یہ آپ کی بے مثالی کی دلیل ہے۔ نہ کہ ایرے غیرے نتھو خیرے کو یہ حق پہنچتا ہے کہ آپ کو ایسا جانے لیکن یہ جرأت گستاخی حضرات دیو بند ہی کا حصہ ہے۔ ایماندار لوگ اس سے کانپ اٹھتے ہیں۔ حالانکہ اسی الشہاب الثاقب ص۴۷ پر اول ما خلق اللہ نوری اور لولاک لما خلقت الافلاک انا نبی الانبیاء بھی درج ہے۔ ان دلائل قاطع کے ہوتے ہوئے بھی اپنی رٹ لگائے جاتے ہیں۔ خدا تعالے ہدایت کرے۔ حضرت قاسم نانوتوی فرماتے ہیں ؎

توفخر کون و مکاں زبدۂ زمین و زماں
امیر لشکر پیغمبراں شہ ابرار
ص۱۱ لگا نا ہاتھ نہ پتلے کو ابو البشر کے خدا
اگر وجود نہ ہوتا تمہارا آخر کار (الشہاب الثاقب ص۴۸)

اس کہنے پر کبھی بدعتی نہیں قرار پاتے لیکن حضرت بریلوی رح کے اس طرح کہنے پر کہ وہ جو نہ تھے۔ تو کچھ نہ تھا۔ وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو۔ جان ہیں وہ جہاں کی جان ہے۔ تو جان ہے۔

حضرات دیو بند کے ہاں بدعتی ہوئے۔ اسے کہتے ہیں اپنا عیب دوسرے کے سر تھوپنا۔ جان جہاں کو مماثل کفار سمجھنا یہ سہرا تو حضرات دیو بند کے سر پر ہے۔ ہمیں اللہ تعالےٰ اس سے بچائے۔ اب آگے حقیقت نوری یا البشری کی الشہاب الثاقب صہ ۴۲ پر توضیح ہوتی ہے۔

حضرت امام الاعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمتہ اللہ علیہ کا قصہ بیان کرتے ہوئے۔ مدنی صاحب رقمطراز ہیں کہ:۔

میں نے مولانا رشید احمد گنگوہی سے دریافت کیا کہ امام صاحب نے اللھم ما عرفناک حق معرفتک کے ظاہری معنی پر انکار کیوں فرمایا۔ تو مولانا گنگوہی نے بجواب کہا کہ رہم بنی آدم تو حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی بھی معرفت حق معرفت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ ان کی ذات پاک سے ایک قسم کی مجانست ومقاربت محقق ہے پس باری عز وشانہٗ کی معرفت حق معرفت کیسے ہو سکتی ہے) اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ جناب گنگوہی صاحب کو حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کی

حقیقت معلوم نہ تھی۔ وہ غریب نور کی حقیقت کیا بیان کرے

آفتاب آمد دلیل آفتاب

اب مدنی صاحب کا بیان سنیئے ...... کہ ان کے نزدیک نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقت نوری ہے یا بشری فرماتے ہیں :- اسی واسطے براہین میں صاف تصریح کر دی گئی ہے۔ کہ کمالات روحیہ میں کوئی شخص حضور سرور کائنات کا مماثل اور متقارب ہو ہی نہیں سکتا۔ اور نہ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ ہے۔ اور حقیقت کمالات تو کمالات روحی ہیں۔ جیسا کہ حقیقت انسان روح ہے۔ اور یہ جسم خاکی تو قالب اور غلاف آدمی ہے

الشہاب الثاقب ص ۴۵

غور کا مقام ہے کہ دیوبندیوں کا شیخ الہند تو پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ انسان کی حقیقت روح ہے۔ اور جس جسم کی بنا پہ انسان کو بشر کہا جاتا ہے یہ تو محض غلاف ہے نہ کہ حقیقت انسان لیکن اس کے برعکس باقی تمام چیلے چانٹے حضور علیہ السلام کے غلاف مبارک کو حقیقت سے تعبیر کر رہے ہیں۔ تعجب ہے خرد کا نام جنوں رکھدیا اور جنوں کا خرد۔ حالانکہ کسی ذی عقل سے آج تک نہیں سنا گیا۔ کہ لباس انسان کو انسان اور غلاف قرآن کو قرآن سے تعبیر کیا گیا ہو۔ مثلاً قرآن شریف پر غلاف ہے

اس کو قرآن نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ وہ غلاف ہی کہا جائے گا۔ ایسے ہی بلاتشبیہ حضور علیہ السلام کے جسم اطہر کو لباس کہا جائے گا۔ باقی رہی حقیقت۔ تو آپ کی حقیقت خداوند تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا لم یعرفنی حقیقتا غیر ربی اور کما قال شاہد ہے۔ اہل سنت وجماعت کا یہی مبارک عقیدہ ہے اور اسی کی تائید میں دیوبندیوں کے امام حضرت بانی دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی فرماتے ہیں:۔

رہا جمال پہ تیرے حجاب بشریت
نہ جانا کون ہے کچھ کسی نے جز ستار

(قصائد قاسمی صفحہ ۶)

یعنی یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آپ پر بشریت کا حجاب تھا۔ مگر حقیقت سوائے خدا تعالیٰ کے کون جان سکتا ہے نہ کسی کو معلوم ہو سکتی ہے۔ اب علماء دیوبند کے بیانات کے بعد اُن کے مقلدوں سے دریافت کرنے کا حق نہیں حاصل ہے کہ اپنا مماثل یا بڑا بھائی کہنا یا بالکل بشر تسلیم کر لینے میں تمہارے پاس کوئی دلیل ہے تو بتائیے۔ جبکہ آپ کے بیانات سے ہی ثابت ہو گیا۔ کہ بشریت آپ کا لباس تھا۔ نہ کہ حقیقت الشہاب الثاقب صفحہ ۴۷ کو دوبارہ دیکھئے۔

تمام علماء دیوبند کی طرف سے وکیل بن کر مدنی صاحب تحریر فرماتے ہیں :۔ کہ یہ جملہ حضرات ذات سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو باوجود افضل الخلائق خاتم النبیین ماننے کے آپ کو جملہ کمالات کے لئے اہل عالم کے واسطے واسطہ مانتے ہیں۔

یعنی جملہ کمالات خلائق علمی ہوں یا عملی نبوت ہو یا رسالت صدیقیت ہو یا شہادت سخاوت ہو یا شجاعت علم ہو یا مروت فتوت ہو یا ذفار وغیرہ وغیرہ کے ساتھ اولاً بالذات آپ کی ذات والاصفات جناب باری عزّ شانہٗ کی جانب سے متصف کی گئی ہے۔ اور آپ کے ذریعہ سے جملہ کائنات کو فیض پہنچا جیسا کہ آفتاب سے نور قمر میں آیا۔ اور قمر سے نور ہزاروں آئینوں میں آیا۔ بلکہ وجود جو کہ اصل جملہ کمالات کی ہے۔ اُس کی نسبت بھی ان حضرات کا یہی عقیدہ ہے۔)

تو مدنی صاحب کی اس تقریر سے ثابت ہو گیا ہے کہ تمام چیزیں یہاں تک کہ انسان کا وجود بھی انسان کو نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ سے ملا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کو تمام کمالات سے نوازا ہے اس بارے میں بانی دیوبند نے خوب کہا ہے۔

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں

تیرے کمال کسی میں نہیں مگر دو چار - الشہاب الثاقب ۱۹ م
اور آپ سے اور دل کو ملا ہے - جو کچھ ملا ہے تو بلا شبہ آپ
باذن اللہ تعالے کے معطی ہوئے - اور ہر چیز کے قاسم -
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم - دینا وہ ہے دلاتے یہ ہیں -
یا محمد تیرا در چھوڑ کر کدھر جائے غریب
بادشاہی سے تو بہتر ہے گدائی تیری
اگر ہم حضرات دیوبند سے یہ سوال کریں کہ نبیوں کو جب
فیض نبوت ملا تو اُس وقت حضور سراپا نور کی کوئی حقیقت
تھی - یا نہ تھی - تھی تو نور تھے یا بشر بشریت ثابت کرنا آپ کا
ذمہ ہے - ھاتو برھانکم ان کنتم صٰدقین اور نور
تھے تو پھر جھگڑا ختم - الشہاب الثاقب ص ۷ م محمد مدنی صاحب
ثابت کر رہے ہیں اول ما خلق اللہ نوری و انا نبی
الانبیاء یعنی سب سے پہلے اللہ تعالے نے میرا نور پیدا
فرمایا - اور میں تمام نبیوں کا نبی ہوں - تو حضور سراپا نور صلے اللہ
علیہ وسلم کا نور ہونا تو بلا ریب ثابت ہو گیا - اور تمام نبیوں کا
نبی ہونا - اور ہر نبی کے وقت میں موجود ہونا بھی ثابت ہوگا
تو آپ کا ہر حالت میں حاضر ہونا بظاہر یا غائب نور اً علی نور زندہ
جاوید بلا قیل و قال ہونا اظہر من الشمس ہے -

حضرات دیوبند اپنے عقیدہ اقرار یا انکار پر ثواب یا عذاب کے مستحق ٹھہرے۔ مبارک ہو۔

اب دوسروں پر سب و شتم کرنا۔ ان حضرات کی روز مرّہ زندگی چال کا کیا کہنا۔ ذرا اپنے گریبان میں مونہہ ڈال کر سوچنے کی زحمت گوارا فرمائیں تو کشمکش ختم ہو جاتی ہے۔ لیکن خود پسندی بُری بلا ہے۔ جس کی وجہ سے یہ لوگ حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔ کہ ہیچ باد یگرے نیست۔ اسی لئے تو کوئی کچھ لکھتا ہے اور کوئی کچھ میرے خیال میں اگر یہ لوگ اپنے روحانی باپ قاسم نانوتوی کی اقتدا کرتے تو منا ثلث کو چھوڑ کر حضور علیہ السلام کے کتوں میں اپنے آپ کو شمار کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ خوب کہا ہے بانیٔ دیوبند نے

امیدیں لاکھوں ہیں۔ لیکن بڑی امید یہ ہے\
کہ ہوں سگانِ مدینہ میں میرا نام شمار\
جیوں تو ساتھ سگانِ حرم کے تیرے پھروں\
مروں تو کھائیں مدینہ کے مجھ کو مور دمار

الشہاب الثاقب ص ۵ ادھر حضور علیہ السلام کے کتوں میں شمار ہونے کے لئے دعائیں ہو رہی ہیں۔ اور ادھر منا ثلث کا شور مچایا جا رہا ہے۔ برین عقل و ہمت بباید گریست

خیر حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کا ظاہر و باطن سب نور ہے۔
خدا تعالے کے فضل سے کسی ایک چیز میں مماثلت کی گنجائش نہیں اس پر
قد جاءکم من اللہ نور اور انا ارسلنک شاھدا و
مبشرا و نذیرا وداعیا الی اللہ باذنہ
وسراجا منیرا، شاہد عادل ہے۔ اس کے علاوہ قرآن پاک
تمام آپ کا اخلاق ہے۔ اگر تھوڑا سا ہٹ دھرمی سے علیحدہ ہو کر
حضرات دیوبند تدبر سے کام لیں تو تنقیص کی دیوار سے بچ جاتے
ہیں۔ اور سلامتی ایمان کی چاشنی سے لذت اندوز ہو سکتے ہیں۔
الا ماشاء اللہ اب آگے حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم کو
علم غیب تھا یا نہیں۔ ان ہی حضرات دیوبند کی خامہ فرسائی سے
پہلے ناظرین لطف اندوز ہو لیں۔ تو پھر اصل مقصد پہ آؤں گا۔ سنیئے
جواہر القرآن ص ۱۳۹ پر مولوی غلام خان دیوبندی فرماتے ہیں۔ کہ شرک
فی العلم سے مراد یہ ہے کہ خدا تعالے کے سوا کسی پیر فقیر و نبی ملائکہ اور جن
کے لئے علم غیب ثابت کرنا شرک فی العلم ہو گا۔ اور تقویۃ الایمان حضرت
شہید دہلوی بھی اسکے موئد ہیں۔ ہم پیچھے ذکر کر آئے ہیں آخیر ص ۱۲ کی سطر
یہ ہے پھر خواہ یوں سمجھے کہ ان کاموں کی طاقت انکو خود بخود ہے یا
یوں سمجھے کہ اللہ نے انکو ایسی طاقت بخشی ہے ہر طرح شرک ثابت
ہوتا ہے۔ دیکھئے ذاتی علم کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کمال یہ کہ

عطائی کی بھی نفی کردی گئی ہے۔ گویا عطائی کا بھی ماننا شرک ہوگا۔ براہین قاطعہ ص۵۱ کا مطالعہ فرمائیے۔ لکھتے ہیں کہ الحاصل غور کرنا چاہیئے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان ملک الموت کو تو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخر عالم کی وسعت کی کونسی نص قطعی ہے۔ لیجئے شیطان اور ملک الموت کے لئے نص قطعی علم غیب ثابت ہے۔ اور حضور سراپا نور صلے اللہ علیہ وسلم افضل الخلائق رحمۃ للعلمین کے بارہ میں کوئی نص قطعی نہیں ملتی۔ ناظرین غور کا مقام ہے کہ شہید صاحب دہلوی کسی کے لئے بھی علم غیب کے قائل نہیں۔ لیکن صاحب براہین قاطعہ کا ایمان کامل ہے کہ شیطان اور ملک الموت کو علم غیب بہ نص قطعی حاصل ہے۔ تو پھر اُن کے نزدیک تو خلیل احمد صاحب اور اُن کے روحانی باپ رشید احمد گنگوہی جو کہ براہین قاطعہ کے مقرظ ہیں مشرک ٹھہرے الشہاب الثاقب ص۹۲ پر حضرت حسین احمد صاحب مدنی سے ملاقات کیجئے۔ فرماتے ہیں:-

اور اگر غیر ذاتی بلکہ باعطار اللہ سبحانہ وتعالے اعتقاد کریگا (علم غیب ہونے کا) ہرگز مشرک نہ ہوگا۔ او نٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی۔ اب ان حضرات دیوبندیہ کو کہاں تلاش

کریں کہ یہ کیا ہیں اور کہاں ہیں۔ نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے۔
حال ہی میں شورش کشمیری کو اپنا قائد بنا کر جو منافرت بین المسلمین کا
شاخسانہ کھڑا کیا ہے۔ الحفیظ والامان ناظرین سے پوشیدہ نہیں
ہمارا اہل سنت وجماعت کا اعتقاد یہ ہے کہ حضور سراپا نور صلے اللہ
علیہ وسلم کو علم غیب کلی باذن اللہ تعالے حاصل ہے۔ اور اللہ تعالے
کے حکم کے تحت اظہار واخفاء ہوتا رہتا ہے لیکن جانتے سب کچھ
ہیں وعلمك مالم تكن تعلم وكان فضل الله عليك عظيما
شاہد عادل ہیں۔ مسلم شریف میں ابو زید فرماتے ہیں ثم صعد المنبر
فخطبنا حتے غربت الشمس فاخبرنا بما هو كائن۔ یعنی آپنے
منبر پر چڑھ کر فرمایا تا غروب سورج تک خطبہ دیتے رہے تمام امور
بیان فرما دیئے۔ جو ابتداء سے ہو گئے اور قیامت تک جو ہونیوالے ہیں
تو رب باذن اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہونے میں کیا شبہ باقی رہا۔ اب
دہلوی صاحب کے اعتقاد کی رو سے تو حسین احمد مدنی بھی مشرک بن گئے
چلو چھٹی شد۔ اس گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

مزید برآں شہید صاحب دہلوی نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان
ص ۲۵ پر ایک حدیث بھی نقل کی اور اس سے جو نتیجہ نکالا اسکی
داد دیجیئے چنانچہ لکھتے ہیں هتوفي من كان في قلبه مثقال حبة
من خردل من ايمان فيبقى من لا خير فيه فيرجعون الى

دینِ آبائہم ترجمہ۔ اللہ پھر بھیجے گا ایک باد اچھی سو جان نکال لے گی جس کے دل میں رائی کے دانہ بھر ایمان ہوگا۔ سو رہ جائیں گے۔ وہ لوگ جن میں کچھ بھلائی نہیں۔ پھر ص۴۳ پر اس کا فائدہ بیان فرمایا سو پیغمبر خدا کے زمان کے موافق ہوا۔ یعنی سب کے سب مشرکوں کے دین کی طرف پھر گئے۔ الشہاب الثاقب ص۴۳ کو دوبارہ دیکھئے۔ محمد بن عبد الوہاب کا عقیدہ تھا کہ جملہ اہل عالم و تمام مسلمانان دیار مشرک و کافر ہیں۔ یہاں شہید دہلوی اور ابن عبد الوہاب کے عقائد کے ڈانڈے مل جاتے ہیں۔ من تو شدم تو من شدی۔ پس مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ جلد اول میں تقویۃ الایمان کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:۔ سنئیے

”کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن و حدیث کا پورا مطلب اس میں ہے۔ اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ ہے۔ اب فیصلہ ناظرین پر چھوڑتے ہیں۔ اور ہم رخصت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سلفِ صالحین کے قدم بقدم چلائے غیرہ وسوسہ سے محفوظ رکھے۔

آمین ثم آمین